

سالانہ قیمت تین روپیہ آٹھ آنہ (عہ)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

نور افشاں

پادری غلام مسیح صاحب } اسسٹنٹ ایڈیٹر
میکلوڈ روڈ - لاہور

پادری ڈبلیو - جے کلارک صاحب } مینجر
ایم - اے - ایجرٹن روڈ - لاہور

جملہ خط و کتابت و ترسیل زر بنام مینجر صاحب نور افشاں ہونا چاہئے تمام مضامین و اشتہارات وغیرہ برائے اندراج کاغذ کے ایک طرف تحریر کر کے دفتر نور افشاں میکلوڈ روڈ لاہور کے پتہ پر ارسال فرمایا کریں۔

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے۔

جلد ۵۵ | ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے - ۴ مارچ ۱۹۲۷ء | نمبر ۹

بہادر اسقف

کون ہم کو مسیح کی محبت سے جُدا کریگا؟ مصیبت یا تنگی یا ظلم یا کال یا ننگا پن یا خطرہ یا تلوار؟

جب ۲۵۳ء میں قیصر ولریان تخت نشین ہُوا تو شروع شروع میں اُس نے بھی جیسا کہ بعض قیاصرۂ روما کا دستور تھا مسیحیوں کی ایذا سے باز رہا۔ لیکن ۲۵۷ء کے آغاز میں اس کا طرزِ عمل بالکل بدل گیا اور مسیحیوں کی ایذا و عقوبت کے درپے ہُوا اور ایک حکم جاری کیا کہ مسیحی لوگ عبادت کیلئے ایک جگہ میں فراہم نہ ہوں۔ اور اُن کے خادمانِ دین خصوصاً بشپ جماعتوں سے دُور باہر بھیج دیئے جائیں۔ اس فرمان سے مسیحیوں کو سخت تکلیف پہنچی۔ قیصر کو امید تھی کہ جب جماعتوں سے اُن کے بشپ الگ کئے جائینگے تو آپ ہی آپ اُن میں ضعف آکر نیست و نابود ہو جائینگی لیکن سراسر اُن کی غلط فہمی تھی۔ کیونکہ اسقفوں کا تعلق اُن کی جماعتوں سے وہ منقطع نہ کر سکا۔ اُن کے درمیان برابر نامہ و پیام جاری رہا۔ بلکہ جلاوطنی کے باعث وہ اپنی جماعتوں کے اور بھی عزیز بن گئے اور اُن کی جلاوطنی نئی نئی کلیسیاؤں کے قائم ہونے کا موجب ہوئی۔

قریب ایک سال کے بعد جب قیصر کو معلوم ہُوا کہ جو کچھ میں نے سوچا تھا نتیجہ اس کے برعکس ہُوا تو یہ ظالمانہ و بے دردانہ اشتہار جاری کیا کہ

"سب بشپ اور خادمانِ دین فوراً قتل کئے جائیں۔ مُدبّرانِ ملکی ذی عزت اشخاص اور بہادران نامی سب کے سب بے عزت کئے جائیں۔ دربار شاہی سے دھکیلے جائیں اُن کی جائداد سرکار ضبط میں آئے۔ تس پر بھی اگر وہ مسیحی رہیں تو اُن کے سر کاٹے جائیں شاہی گھرانے کی معزز خاتونوں کو جو مسیحی ہونے کا اقرار کرتی ہیں پابجولاں غلامی میں بھیج دی جائیں اور وہ لوگ جو سرکاری ملازم ہیں خواہ اُنہوں نے پیشتر اپنے مسیحی ہونے کا اقرار کیا ہو خواہ اب کریں۔ پکڑ کر پابزنجیر جہاں جہاں سرکاری کام جاری ہو وہاں پر بھیجے جائیں اور اُن سے سخت محنت لی جائے"۔

اس خونی اشتہار کے مشتہر ہونے کے ساتھ ہی بہت سے اسقف اور خادمانِ دین اور دیگر بہت سے مسیحی مختلف ایذاؤں سے مارے گئے۔ اُس وقت

کوئی آگ میں زندہ ڈالا گیا | کوئی اپنے گھر سے نکالا گیا
کسی پر پڑی تازیانوں کی مار | کسی کا لیا سر بدن سے اُتار
کسی نے بیاباں میں جان دی | اذیت سہی بھوک اور پیاس کی
پہ تھے وہ لیکن وہ تھے دل میں شاد | کہ دینِ مسیحی تھا اُن کی مراد

اس کے بعد بہت جلد کارتھیج کے بشپ سپریان کے سر پر بھی شہادت کا تاج رکھا گیا۔ اس بہادر اسقف کی شہادت کا قصہ یوں ہے کہ وہ مجسٹریٹ کے حضور حاضر کیا گیا مجسٹریٹ نے اُس سے کہا کہ "قیصر اقدس نے یہ حکم دیا ہے کہ سارے لوگوں سے رومی معبودوں کی پرستش کرائی جائے۔ اور قیصر کے بت کے سامنے قربانی چڑھانے اور قسم کھانے کے لئے وہ مجبور کئے جائیں"۔ اور یہ کہہ کر اُس سے اُس کا کام اور نام پوچھا۔ سپریان نے جواب دیا کہ "میں ایک مسیحی نگہبان ہوں۔ میرا نام سپریان ہے۔ میں صرف اُس واحد خدا کی جس نے آسمان و زمین سمندر اور جو کچھ اُن میں ہے بنایا عبادت کرتا اور دوسرے معبودوں کو نہیں جانتا اور نہ مانتا ہوں ہم سب مسیحی اُسی خدا کی عبادت کرتے ہیں اور تمام لوگ۔ اپنے حاکموں اور قیصر کے لئے دعائے خیر کرتے ہیں ہم موت اور ذلت کو بہ نسبت اس کے کہ غیر معبودوں کی پرستش کریں اور فانی انسان کے بت کے سامنے قربانی چڑھائیں یا اُس کے نام کی قسم کھائیں زیادہ پسند کرتے ہیں"۔ جب مجسٹریٹ نے دیکھا کہ وہ اپنے عقیدہ سے باز نہیں آتا تو اُس نے اُسے کیربنیس میں جو کارتھیج سے ۸ میل کے فاصلے پر تھا جلاوطن [کیا]۔

کچھ عرصے کے بعد ایک نیا مجسٹریٹ مقرر ہو کر آیا جس نے سپریان کو کارتھیج میں واپس آنے کے لئے کہلا بھیجا۔ سو وہ واپس آکر اپنے گھر میں قیام پذیر ہُوا۔ لیکن چند

دنوں کے بعد ایک سردار اُسکو وہاں سے لے آنے کے لئے بھیجا گیا۔ وہ اُس کے ہمراہ خوشی سے روانہ ہوا کیونکہ وہ مرنے کے لئے تیار تھا۔ لوگ اُس کی جدائی سے نہایت رنجیدہ اور افسردہ خاطر تھے جب وہاں پہنچا تو مجسٹریٹ نے حکم دیا کہ وہ دوسرے دن اس کے حضور حاضر کیا جائے۔ دوسرے دن جب وہ اس کے سامنے لایا گیا تب اُس نے اُس سے یہ باتیں کہیں۔ "کیا تو ہی سپریان ہے؟" اُس نے جواب دیا ہاں! پھر مجسٹریٹ نے کہا کہ قیصر اقدس نے فرمایا ہے کہ تمہیں ہمارے معبودوں کی عبادت اور قربانی چڑھانا ضرور ہے"۔ سپریان نے جواب دیا کہ "میں مسیحی ہوں۔ یہ کام نہیں کر سکتا"۔ مجسٹریٹ نے کہا اچھی طرح صلاح کر لے اور اپنی طبیعت کو قابو میں کر"۔ سپریان نے کہا "میں نے اچھی طرح سوچا ہے۔ اور اپنے پر قائم ہوں"۔ پھر مجسٹریٹ نے اُس کو بہت سمجھایا اور کہا کہ اگر عبادت اور قربانی نہیں کرتا تو صرف اس مذبح پر جو دروازہ کے پاس ہے تھوڑا سا بخور ڈالدو۔ اور میں تم کو چھوڑ دونگا"۔ سپریان نے کہا "جیسا میں نے پہلے کہا میں اپنے اقرار پر قائم ہوں میں اپنا فیصلہ کر چکا ہوں۔ آپ قوانین سلطنت کے مطابق عمل کرنے سے اپنے فرائض کو انجام دیں"۔ تب مجسٹریٹ سخت ناراض ہوا اور بڑے غصے سے کہا "فی الحقیقت تو دیوتاؤں کا دشمن اور لوگوں کا بہکانیوالا ہے۔ اس لئے تمہارے لئے یہ حکم ہے کہ تمہارا سرتن سے جدا کیا جائے"۔ سپریان نے یہ سنکر خدا کا شکر کیا اور کہا "مسیح کی حمد ہو جس نے مجھے اس لائق کیا کہ اس کے لئے دکھ اُٹھاؤں"۔ اور جب لوگ اُس کو مقتل کی طرف لے جا رہے تھے تو ایک بڑی بھیڑ اس کے ساتھ ہولی اور یہ چلاتی جاتی تھی کہ "آؤ ہم بھی اس کے ساتھ مریں"۔ جب وہ مقتل پر پہنچا تو اپنے اوپر کے کپڑے اتارے اور گھٹنے ٹیک کر ایک پُرجوش دعا مانگی۔ اور اُس جلاد کو جس نے کہ اُس کا سر کاٹنا تھا ۲۵ اشرفی بطور انعام کے دیئے۔ اور پھر اپنی آنکھیں دونوں ہاتھوں سے بند کر کے کہا۔

"آتا ہوں تیرے پاس میں دنیا کو چھوڑ کر
میرے منجی تُو روح کو میری قبول کر"

جلاد نے تلوار چلائی اور ایک ہی ضرب سے اُس کا سر زمین پر گر پڑا اور تمام دنیاوی تکالیف سے رہائی پاکر اپنے مالک کے حضور جہاں ہمیشہ کی خوشی ہے ۱۴ ستمبر ۲۵۸ء میں جا پہنچا۔ اس کے بعد مسیحیوں نے اُس کی لاش لیجا کر بڑی عزت و احترام کے ساتھ دفن کی۔

مبارک ہیں جو مرتے ہیں خدا میں
فنا سے چھوٹ جاتے ہیں بقا میں
یہ ہے فرمان خدا کی پاک روح کا
وہ واں آرام پاتے ہیں سدا میں
ہیں اعمالِ نکو سب اُن کے پیچھے
چلے آتے الٰہی بارگاہ میں

پیارے ہموطنو! کیا آپ مقدس سپریان اور ان دوسرے شہیدوں کی مانند مسیح مصلوب کے انکار کی بہ نسبت موت کو زیادہ پسند کرتے ہیں؟

راقمہ (مسز) کے۔ خیر اللہ۔ بلارک آباد۔

سہارنپور کنونشن

مارچ ۹ لغایت ۱۴ ۱۹۲۶ء

مضمون "مسیح وکلیسیاء ہند"

چیرمین۔ پادری پی۔ ڈی۔ فلپس صاحب بجنور

واعظین۔ کینن بنرجی صاحب۔ پادری ایچ۔ جے ٹبس صاحب۔ مسٹر منی لال پریکھ صاحب۔ سادھو سندر سنگھ صاحب۔ پادری ایچ۔ ای انڈرسن صاحب

مشاعرہ۔ ۱۰ مارچ ۱۹۲۶ء کی سہپہر کو مشاعرہ ہوگا

میر مشاعرہ۔ پادری رابرٹ گارڈنر صاحب عتیق۔

مصرعہ طرح۔ کوئی ساتھی میرا سفر میں نہیں۔ سفر۔ جگر

قافیہ۔ میں نہیں ردیف

واعظین میں بذات خود کوئی کشش موجود نہیں خداوند یسوع مسیح میں کشش ہے۔ اُس کو اور اُسکی کلیسیا کو مدنظر رکھ کر آئیے۔

امرتسر ۲۴ فروری۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ کی پوتی مسز کرنل سدرلینڈ آج ۹ بجے دربار صاحب میں تشریف لے گئیں، آپ ہندوستانی لباس میں ملبوس (بندے ماترم)

بنام مسیحی جوانان ہند

گذشتہ سے پیوستہ

عزیز دوستو ہوشیار رہو اس لئے کہ شیطان شیر ببر کی مانند گرجتا ہوا پھرتا ہے کہ کسی کو پائے اور پھاڑ کھائے۔ ۱پطرس ۵:۸۔

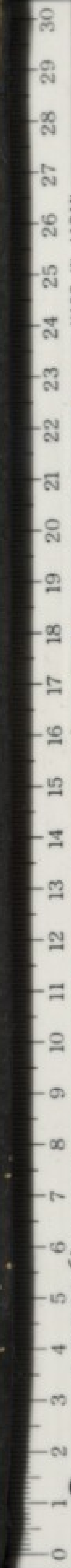
اس لئے ہر وقت اس کے پھندوں اور دغابازی سے ہوشیار رہنا چاہئے۔ اور خدا سے دعا مانگ کر اُس پر غالب ہوں۔ نیز خود غرضی۔ شیخی اور مغروری سے بھی باز آئیں۔ کیونکہ یہ بھی گناہ ہے۔ آپ صاحبان کو یاد ہوگا کہ شیطان اور فرشتے مغروری کے باعث آسمان سے گرائے گئے۔ مکاشفہ ۱۲:۹۔

یوحنا ۸:۴۴ اور خود غرضی ہی کے سبب سے آدم حوا اس باغ عدن سے خارج کئے گئے۔ پھر ہم ایک اور کھوئے ہوئے بیٹے کی تمثیل لوقا ۱۵ باب میں دیکھتے ہیں کہ وہ مسرف بیٹا بھی خود غرضی کے باعث اپنے تئیں دانا سمجھ کر اپنے باپ سے مال کا حصہ لے کر دوسرے ملک کو چلا گیا اور سب مال و اسباب بدفعلی میں اُڑا دیا نتیجہ کیا نکلا کہ وہ برباد ہو گیا۔ لیکن پھر بھی وہ باپ کے پاس آتا ہے اور اپنے گناہ کا اقرار کر کے اور خود غرضی کا قائل ہوتا اور باپ سے معافی مانگ کر توبہ کرتا۔ باپ اسکو معاف کرتا ہے۔

پس اے میرے عزیز بھائیو۔ خود غرضی اور مغروری اور شیخی کی باتوں سے جو شیطان کی فطرت ہے چوکس اور خبردار رہو۔ اور سچی فروتنی اور حلیمی سے خدا کے طلبگار رہو جس کے باعث خدا انسان کے دل میں رہتا ہے اور خود پسندی کو ترک کر کے کامل فروتنی سے اپنے بزرگوں کے تابع رہو اور محبت سے اُن کا ادب کرو۔ اپطرس ۵:۱-۲-۳۔

اور اس میں کچھ شک نہیں کہ ایام جوانی میں انسانی خواہش ترقی پر زیادہ ہوتی ہے۔ اس لئے بعض نوجوان اپنی خواہشوں کو پورا کرتے ہیں۔ بلکہ اپنے خیالوں کو زیادہ تر دنیاوی اور نفسانی خواہشوں

دیکھو صفحہ ۱۱





نور افشاں

مطبوعہ ۴ مارچ ۱۹۲۷ء

ستیارتھ پرکاش اور معطر آریہ گزٹ کی تہذیب کا جواب

ہم مسیحیوں کے لئے ہر ایک معجزہ امر امکانی و اعتقادی ہے جس کا اعتبار ان مصنفوں کی دیانت و امانت پر اور اُن کے صحیح الدماغ ہونے پر منحصر ہے۔ جنہوں نے کسی معجزانہ کام کے وقوع کا بیان لکھا ہے۔ کسی انجیلی معجزہ کے وقوع یا عدم وقوع پر غور و فکر کرنا انہیں مصنفوں کا کام تھا۔ ہمارا الہام ہو نہیں سکتا ہے۔ ہم انہیں قابلِ اعتبار یقین کرتے ہیں اور ہمارے اس یقین کی بنیاد زیادہ تر ہمارے علم و تجربہ پر رہتی ہے۔ کیونکہ ہم اپنے علم و تجربہ سے یہ یقین رکھتے ہیں کہ موجودہ نظام قدرت میں ایسے واقعات وقوع پذیر ہوتے رہتے ہیں کہ جن پر لفظ معجزہ کی دلالت ہو سکتی ہے۔ وہ کسی معلومہ قانون قدرت کے تابع واقع نہیں ہوتے ہیں۔ بلکہ کسی نامعلوم قانون کے سلسلہ کے ماتحت واقع ہوتے ہیں۔ اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جاتا ہے کہ چونکہ ہمارے زمانہ میں قدرت کے بعض کام ایسے ہوتے رہتے ہیں جو معجزہ سے کم نہیں ہیں لہٰذا خدائی قدرت وہ معجزات بھی کر سکی ہوگی جنکا بیان ہماری بائبل میں آیا ہے۔ اس لئے بائبل کے مصنف ان کا بیان لکھنے میں غلطی پر نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ قدرت کے وہ کام ان کی سمجھ سے بالاتر تھے۔ یسوع مسیح کی پیدائش کے متعلق حمل مادر بھی اُن کی عقل و فکر سے بالاتر تھا۔ جو کچھ انہوں نے اسکی بابت لکھا وہ سچ لکھا تھا اُسے جھٹلایا نہیں جا سکتا کیونکہ حمل مادر ہر ایک انسانی بچہ کی پیدائش کے متعلق آج تک انسانی عقل و فکر سے بالاتر ہے

پس ہم میں اور آپ میں اصل مبحث معجزہ کا وقوع یا عدم وقوع ہے

اب اگر ستیارتھ پرکاش یا معطر آریہ گزٹ کو اس بات کا دعویٰ ہو کہ معلومہ کائنات میں جو کچھ وقوع پذیر ہوتا ہے وہ معلومہ قانون قدرت کے عین تابع اور موافق وقوع پذیر ہوتا ہے اور معلومہ قانون قدرت کے خلاف یا اس سے بالاتر کچھ نہیں ہوتا ہے تو معطر آریہ گزٹ کو صفائی سے اس دعویٰ کی تائید میں اعلان کر دینا چاہئے۔ پھر یہ ہمارا فرض ہوگا کہ ہم نظام قدرت میں قدرت کے ایسے کاموں کی مثالیں پیش کریں جن پر لفظ معجزہ کی دلالت ہو سکتی ہے۔ یا جن افعال و واقعات کو کسی معلومہ قانون قدرت کے ماتحت نہیں لایا جا سکتا ہے۔ آپ کی آگاہی کے لئے ہم فی الحال ایک لاموت کیڑا کی مثال پیش کرتے ہیں۔ باقی امثال آپ کے اعلان کے بعد پیش کی جائینگی۔ اگر معلومہ کائنات میں سب کچھ معلومہ قانون قدرت کے موافق ہی ہوتا ہے تو اس لاموت کیڑا کا غیر فانی ہونا کون سے معلومہ قانون قدرت کے تابع کیا جا سکتا ہے۔ اس کیڑا کی بابت اخباری دنیا میں دھوم مچ چکی ہے۔ ذیل کا بیان اخبار تنظیم امرتسر مطبوعہ ۲۱ فروری ۱۹۲۷ء سے نقل کیا جاتا ہے۔ اخبار مذکور لکھتا ہے

وہ کیڑا جس کو موت نہیں

پینسلوینیا (واقع امریکہ) کے ایک پروفیسر نے ایک عجیب کیڑا دریافت کیا ہے۔ یہ کیڑا نہایت ہی اعلےٰ خوردبین سے نظر آسکتا ہے۔ اسکی زندگی کا سب سے زیادہ حیرت انگیز پہلو یہ ہے کہ وہ کبھی مرتا نہیں۔ ایک مرتبہ انڈے سے نکلتا ہے اور نشو و نما حاصل کر کے پورا پورا قد و قامت حاصل کر لیتا ہے۔ اس کے بعد جب اس کیڑا پر بڑھاپے کے آثار طاری ہوتے ہیں تو گھس گھس کر اس قدر چھوٹا ہو جاتا ہے کہ دوبارہ انڈے کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ تھوڑے عرصے کے بعد پھر دوسری مرتبہ اسی انڈے سے اس کا ظہور ہوتا ہے۔ اور یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ ڈاکٹر مورتھانگ نے اپنی ان تھک کوشش اور انتظار کے بعد فطرت کا یہ عجیب و غریب معجزہ دریافت کیا ہے۔ جس نے امریکہ کے تمام ڈاکٹروں کو حیرت میں ڈال دیا ہے صفحہ ۸ کالم اول۔

اس امر کی تردید کی گئی ہے کہ لارڈ برکن ہیڈ وزیر ہند آئندہ موسم سرما میں ہندوستان آئینگے۔ (رحام)

مجریہ تنظیم ۱۸ فروری ۱۹۲۷ء

مخدوم و مکرم بندہ جناب پادری غلام مسیح صاحب

اسلام علیکم۔ جناب کا ایک مضمون زیر عنوان ہمارے ہندو آریہ دوستوں کا افسوسناک رویہ جو نور افشاں ۲۰ جنوری میں شائع ہوا تھا وہ اتفاق سے میری نظر میں نہیں آیا تھا۔ مگر کل بلاغ میں اُس مضمون کا ذکر دیکھ کر میں نے نور افشاں کا وہ نمبر نکال کر پڑھا تو میری آنکھیں کھل گئیں کہ جس امر کے در پے میں دیر سے ہو رہا تھا کہ مسلم مسیحی بھائیوں میں اتفاق اور اتحاد پیدا ہو جائے اللہ تعالےٰ نے اُس آرزو کا دروازہ نور افشاں کی کلید سے کھولنا شروع کر دیا۔ ۲۰ جنوری ۱۹۲۷ء صلح پسند مسلم و مسیحی بزرگوں کے لئے سالہا سال کے لئے ایک بڑی یادگار منانے کی قابل ہونا چاہئے۔ رائے کا اختلاف تو ایک فرقہ کے افراد میں بھی اکثر ہوا کرتا ہے۔ مگر ایسے اختلافوں کے سبب باہمی عداوت یا ایک دوسرے سے نفرت ہونی نہیں چاہئے محبت بہشت کا دروازہ ہے۔ اس دروازہ میں داخل ہونے کے بغیر کوئی شخص بہشت میں داخل نہیں ہو سکتا ہے۔ اور عداوت دوزخ کا دروازہ ہے۔ جب کسی شخص کو کسی سے محبت ہوا کرتی ہے تو وہ اپنے محبوب کو دیکھ کر اُس کی باتیں کسی دوسرے سے سنکر اُس کی خدمت کسی طرح سے بجا لاکر اس کی رضامندی کسی طرح سے حاصل کر کے اس کا تصور دل میں پیش خیال لاکر غرض ایسی ہر ایک صورت میں محب اپنے محبوب کی طرف سے ہمیشہ مسرور اور محظوظ ہوتا رہتا ہے۔ مگر جو شخص کسی سے عداوت رکھتا ہے وہ اپنے دشمن کو دیکھتا ہے یا اُس کا دل میں خیال لاتا ہے یا اسکی کسی کام میں کامیابی کی خبر سنتا ہے۔ وغیرہ۔ اسکی ہر ایک بات سے دل میں جلتا اور اپنے غصہ کی آگ میں تکلیف اُٹھاتا رہتا ہے۔ اور اس کے لئے دوزخ کا نمونہ ہر وقت اس کے پیش نظر رہتا ہے۔

اس لئے کتاب کہتی ہے کہ اللہ صرف محبت ہی ہے اور شیطان ہی صرف انسان کا دشمن ہے جناب پادری صاحب! آپ کے انجام کے اس فقرہ

نے گویا ہمارے مسیحی اور مسلم اصحاب ہماری اس درخواست کو قبول فرمائینگے؟ تو مجھ کو آپ کی نیتی اور عام خیراندیشی کا خدائی بنا دیا۔

گر بر سرِ و چشم من نشینی
نازت بکشم کہ نازنینی

باقی رہے فروعی اختلافات اگر ہم باہمی محبت و اتحاد کے ساتھ حکمت اور موعظہ حسنہ کا طریق اختیار کرینگے تو جیسے عاشقوں معشوقوں میں ناز و کرشمے کی باتیں ہوا کرتی ہیں جو وصل کی مسرت کو اضعافاً مضاعف کر دیا کرتی ہیں اسی طرح سے امید ہے کہ ہمارے باہمی اختلافات بتدریج اتفاقات سے متبدل ہوتے چلے جائینگے اور کسی فریق کو دوسرے کی طرف سے شکایت کا خیال تک بھی دل میں نہ گذریگا محبت کا لطف وہی لوگ بخوبی سمجھتے ہیں جو خود اس کا ادراک کرتے ہیں اور جن کے دلوں میں محبت اور مہربانی نہیں وہ اس لطف کی لذت سے محروم رہتے ہیں۔

یہ بات ممکن ہی نہیں ہے بلکہ ضروری ہے کہ مسلم اور مسیحی لوگوں میں ایسے بہت اشخاص نکلینگے جو محبت کی نعمت کی قدر نہیں کرتے ہیں اور وہ جناب کی درخواست کی راہ میں حائل ہونگے۔ مگر اس بات کی کچھ پروا کرنی نہیں چاہئے۔ صبر اور تحمل کے ساتھ ایسے لوگوں کو سمجھاتے بوجھاتے رہیں۔ تو امید ہے کہ ایسے لوگوں کی تعداد کم ہوتی چلی جائیگی۔ کیونکہ انجام میں حق ہی غالب ہوا کرتا ہے۔ ۔ ۔ ۔ اللہ تعالےٰ کا یہی قانون قدرت ہے۔

صادق علی

الہ آباد کی پولیس آجکل ریلوے کے جعلی ٹکٹ بنانے والے ایک گروہ کی تلاش میں سرگرداں ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس گروہ کے پاس الہ آباد سے بمبئی تک کے ریلوے ٹکٹ چھاپنے کی مشین موجود ہے۔ ریلوے کا ایک ٹکٹ بابو اور ٹکٹ کلکٹر ان ٹکٹوں کے چلانے میں مدد دیتے تھے۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ایک اور ٹکٹ بابو کا بھی ہاتھ ہے۔ اور بعض وجوہ سے اس منصفہ میں گروہ کے ایک آدمی کو گرفتار کرا دیا۔ (بندے ماترم)

ہر ایک مسیحی و مبشر و مناد و استاد کے کام کی کتابیں

(۱) ہماری بائبل اور مسلم علماء

یہ وہی کتاب ہے جسکی تعریف و توصیف مسیحی و مسلم علما کر چکے ہیں۔ اس میں بائبل کی اصلیت و اعتبار کا۔ بائبل کے الہام کا۔ بائبل کے فضائل کا بیان کر کے بائبل کی صحت و صداقت پر مسلم علماء کے فیصلے بھی دیئے گئے ہیں۔ لاجواب کتاب ہے ضخامت ۲۰۰ صفحہ کی ہے۔ قیمت صرف ایک روپیہ ہے تھوڑی کاپیاں باقی ہیں جلد خرید فرمائیں ورنہ دوسری اشاعت کا انتظار کرنا پڑیگا۔

(۲) اثبات صلیب

یہ بالکل نئی کتاب ہے جو احمدی اصحاب کے چیلنج کے جواب میں لکھی گئی ہے۔ اس میں مسیحی و مسلم و احمدی منقولات سے یسوع مسیح کی صلیبی موت اور کفن دفن اور قیامت اور صعود الی السماء اور دوبارہ آنے کا ثبوت منقول دیکر مرزا صاحب کے مسیحائی وغیرہ کے دعوے کو بے جا ثابت کیا ہے مسیحی مبشروں اور مناد وں اور استادوں کی نصف سے زائد مشکلات کا حل ان دونوں کتابوں میں موجود کر دیا گیا ہے ضخامت ۲۰۰ صفحہ کی ہے۔ قیمت صرف ایک روپیہ ہے۔ ہر دو کتب کے خریدار کو دونوں کتابیں ایک روپیہ بارہ آنہ (عہ) میں دیجائینگی لیکن محصول ڈاک ہر حالت میں خریدار کے ذمے ہوگا مسیحی مدارس اور سمینریوں اور ریڈنگ روموں کے لئے یہ ہر دو کتب از بس مفید ہونگی۔ پتہ ذیل سے طلب فرمائیں +

پادری غلام مسیح ایڈیٹر نور افشاں
میکلوڈ روڈ۔ لاہور

شنگھائی ۲۸ فروری۔ چین کی شمالی و جنوبی حکومتوں کی فوجیں شنگھائی میں جمع ہو رہی ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے کہ شنگھائی پر لڑائی ضرور ہوگی۔ حالات نازک صورت اختیار کر رہے ہیں۔ شمالی گورنمنٹ کی فوجیں ہانکو کی طرف بڑھ رہی ہیں اور وہ اس شہر پر گولہ باری کرینگی۔ (بندے ماترم)

دھاریوال میں وزیر تعلیم

بروز سنیچر بتاریخ ۱۲ فروری ۱۹۲۷ء بوقت پونے چار بجے شام آنریبل لالہ موہن لعل صاحب ایم۔ اے وزیر تعلیم صوبہ پنجاب ایم۔ ایم مشن ہائی سکول دھاریوال میں تشریف فرما ہوئے۔ مینیجر۔ ہیڈماسٹر علاقہ بھر کے رؤسا اور کثیر التعداد معزز اصحاب قصبہ ہذا و دیگر مقامات نے نہایت گرمجوشی سے آپ کا استقبال کیا۔ سڑک لڑکوں کی دو رویہ صف بستہ قطاروں نے ہرّا کے نعروں سے آسمان گونجا دیا۔ سکول کے سکاؤٹس نے سلامی اتاری اور گھوڑے چھوڑ سے گئے اور صاحب موصوف کے عین سکول احاطہ میں قدم دھرتے ہی سکول بینڈ نے خوش آمدید کا راگ سنایا عین اس وقت صاحب ممدوح کا بمعیت مینیجر و ہیڈماسٹر صاحبان فوٹو لیا گیا۔ بعدازیں آپ کرسی صدارت پر جاگزیں ہوئے۔ اور جناب ہیڈماسٹر صاحب نے ایڈریس پڑھا۔ ماسٹر بدرالدین ہیڈ پرشین ٹیچر نے ایک نظم پڑھی دیاوسنت سنگھ صاحب ریاضی ماسٹر نے خود تیار کردہ ایک دائمی کلنڈر وزیر صاحب کی خدمت اقدس میں پیش کیا اور جماعت پنجم کے طلباء نے نہایت عمدہ سبق آموز انگریزی نظمیں اشاروں سے پڑھ کر سنائیں آپ جوق در جوق حاضرین۔ تعداد طلباء اور انتظام مدرسہ کو دیکھ کر بے حد محظوظ ہوئے۔ اور آپ نے فرمایا کہ مجھے اس قلیل عرصے میں سکول میں کی نہایت عمدہ روح اخلاق و انضباط کا بہت اچھی طرح سے پتہ لگ گیا ہے۔ علاوہ بریں چند ایک اور حوصلہ افزا ریمارکس کے بعد بہت سی مسرت کا اظہار کرتے ہوئے آپ تشریف لے گئے۔

گورکھپور میں ریلوے سٹرائیک دن بدن بڑھ رہی ہے۔ سٹرائیک کی وجہ سے گاڑیوں کو سگنل نہیں مل رہے اگلے روز سٹرائیک کی وجہ سے ایک ٹرین پٹری سے اتر گئی۔ (بندے ماترم)



کتب عہد عتیق کی صحت پر ایک محققانہ نظر

پس ہم اس ابتدائی زمانہ کی نسبت اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ اگرچہ موجودہ عبرانی کتب مقدسہ حرف بحرف وہ نہیں ہیں جو الہامی مصنفین نے تحریر کی تھیں کیونکہ کاتبوں کی غلطیوں کا امکان ابتدا ہی سے رہا ہے۔ لیکن ان میں کوئی ایسا فرق واقع نہیں ہوا جس کی وجہ سے ہم یہ کہہ سکیں کہ اب وہ بجنسہ وہی کتابیں نہیں ہیں جو انبیا نے لکھی تھیں برعکس اس کے ہم بڑے وثوق کے ساتھ یہ دعویٰ کر سکتے ہیں کہ روئے زمین کی تمام قدیمی کتابوں میں عبرانی کتب مقدسہ ہی ایسی کتب ہیں جو فی الحقیقت صحیح اور تحریف کے داغ سے پاک ہیں۔

دوم حضرت عزرا اور فقیہوں کا زمانہ (۴۵۰ سال قبل مسیح تا ۵۰ سنہ عیسوی) اس زمانہ کی ابتدا تب ہوتی ہے جب بنی اسرائیل بابل کی اسیری سے رہا ہو کر واپس اپنی سرزمین میں آئے تھے۔ یہ نظارہ ہم کو نحمیاہ کے آٹھویں باب میں ملتا ہے ہزاروں اشخاص یروشلم کے جل پھاٹک کے آگے جمع ہوئے اور عزرا فقیہہ نے اپنے چوبی منبر سے جماعت کے لوگوں کو عبرانی کتب مقدسہ پڑھ کر سنائیں۔ لیکن اسیری میں وہ اور یہ زبان بھول گئے تھے اور آرامی بولی بولتے تھے۔ لہٰذا لاوی ان کو "معنی بتلاتے اور ان پڑھی ہوئی باتوں کی عبارت ان کو سمجھاتے تھے"۔ (آیت ۸) اس وقت سے عبرانی صرف تعلیم یافتہ اصحاب کی زبان رہ گئی۔ اور عوام الناس آرامی بولنے لگے۔ اس کے چند ہفتوں کے بعد بنی اسرائیل پھر خدا کے سامنے جمع ہوئے اور انہوں نے توبہ کر کے خدا کے حضور عہد کیا کہ وہ اس کے احکام کے پابند رہینگے۔ اور ان ساری باتوں کے سبب ہم ایک مضبوط عہد کرتے اور لکھتے ہیں اور ہمارے امرا اور ہمارے لاوی اور ہمارے کاہن اس پر مہر کرتے ہیں اور وہ جنہوں نے مہریں ثبت کیں یہ ہیں۔ نحمیاہ ترشاتا بن حکلیاہ۔ صدقیاہ۔ سرایاہ۔ عزریاہ۔ یرمیاہ۔ . . . . ۸۴ یہ چوراسی اشخاص نے اپنی مہریں ثبت کیں۔

یہودی روایات کے مطابق یہ چوراسی اشخاص "عبادت خانہ عظیم" کے اراکین تھے۔ اور خدا کے چیدہ اشخاص تھے جنہوں نے عبرانی کتب مقدسہ کے نسخوں کی صحت کے ساتھ نظر ثانی کر کے نقل کی اس روایت کے مطابق حضرت عزرا اس "عبادت خانۂ عظیم" کے صدر تھے۔ اور مختلف زمانوں میں حضرت دانی ایل حضرت حجی۔ حضرت زکریاہ۔ حضرت ملاکی۔ حضرت زربابل اور حضرت نحمیاہ وغیرہ اس کے اراکین میں سے تھے۔ اس "عبادت خانۂ عظیم" کے ساتھ ہی نبوت ختم ہو گئی اور ان کے زمانہ کے بعد کی کتب کو عہد عتیق کی کتب کے مجموعہ میں جگہ نہ ملی۔

یہ یہودی روایت مبالغہ اور رنگ آمیزی سے خالی معلوم نہیں ہوتی۔ بہرحال یہ ثابت ہے کہ اس زمانہ میں حضرت عزرا کے گرد سمجھدار لوگوں کا ایک حلقہ تھا (عزرا ۸ باب) اور اس روز سے جب یروشلم کے جل پھاٹک پر "عزرا فقیہہ" نے لوگوں کو کتب مقدسہ سنائیں "فقیہوں کا حلقہ" وجود میں آگیا تھا۔ ان فقیہوں کا کام یہ تھا کہ خدا کے کلام کو پڑھ سنائیں سمجھائیں اور نقل کریں۔ انہی فقیہوں کا ذکر انجیل جلیل میں بھی آتا ہے اور یہی فقیہہ تھے جنہوں نے اپنے مذہب کی غیرت کے مارے ابن اللہ کو صلیب دلوائی تھی

اسی زمانہ میں عہد عتیق کی مختلف کتب یکجا جمع کی گئیں اور ان کی جمع اور ترتیب وقوع میں آئی اور اس زمانہ کے بعد کسی کتاب کو بھی اس مجموعہ میں شمولیت کا شرف نصیب نہ ہوا

اسی زمانہ میں قدیم عبرانی حروف کی بجائے جدید عبرانی حروف استعمال کئے گئے اور عبرانی کتب مقدسہ "جدید" حروف میں نقل کی گئیں۔ اس حلقہ فقہا نے کتب مقدسہ کے نقل کرنے میں کمال دیانت داری سے کام لیا۔ اور بڑی صحت کے ساتھ انہوں نے نقل کرنے کے کام کو سرانجام دیا۔ اگر کوئی یہ سوال کرے کہ تمہارے پاس اس بات کا کیا ثبوت ہے۔ کہ "عبادت خانہ عظیم" کے اراکین اور حلقۂ فقہا نے عبرانی کتب مقدسہ کو صحت کے ساتھ نقل کیا تو اس کے جواب میں ہم کہینگے کہ یہ حق ہے کہ ہمارے پاس اس زمانہ کا کوئی نسخہ موجود نہیں ہے جس کے ساتھ مقابلہ کر کے ہم یہ کہہ سکیں کہ اس زمانہ کے متن کے الفاظ اور موجودہ کتب میں کوئی فرق نہیں ہے۔ لیکن اس زمانہ میں عبرانی کتب مقدسہ کا ترجمہ یونانی زبان میں ہوا تھا اور یہ ترجمہ ہمارے پاس موجود ہے۔ پس ہم موجودہ عبرانی اصل متن اور قدیم یونانی ترجمہ کا مقابلہ کر کے معلوم کر سکتے ہیں کہ موجودہ عبرانی متن وہی عبرانی متن ہے یا نہیں۔ جسکا ترجمہ اس زمانہ میں کیا گیا تھا۔

اس یونانی ترجمہ کا نام ترجمہ سبعینیہ (سیپٹواجنٹ) ہے۔ جو خداوند مسیح سے دو سو اسی سال پہلے ان یہودیوں کے لئے کیا گیا تھا جو جابجا مختلف ممالک میں رہتے تھے (۱ پطرس ۱:۱ و یعقوب ۱:۱) وہ عبرانی سے ناواقف تھے اور یونانی ان کی زبان ہو گئی تھی۔ یہی ترجمہ مسیحی کونسل خداوند مسیح اور ان کے رسول استعمال کرتے تھے۔ ہمارے خداوند نے عہد عتیق کی کتب سے ۳۷ اقتباسات اپنی زبان مبارک سے فرمائے اور ان میں سے ۳۳ اس یونانی ترجمہ کے موافق ہیں۔ عہد جدید کے تمام مصنفین اسی ترجمہ کو اپنے خطوط وغیرہ میں استعمال کرتے ہیں۔ اور مشرقی کلیسیا اصل عبرانی کی بجائے یہی ترجمہ تاحال استعمال کرتی ہے۔

جب ہم اس یونانی ترجمہ کا (جو تقریباً دو ہزار دو سو سال سے زیادہ عرصہ کا ہے) موجودہ عبرانی متن سے مقابلہ کرتے ہیں تو ہم پر یہ عیاں ہو جاتا ہے کہ باستثنائے چند الفاظ فقرات اور آیات کے دونوں ایک دوسرے کے ساتھ بجنسہ ملتے ہیں۔ مثال کے طور پر عہد عتیق کی پہلی پانچ کتابوں یعنی توراۃ کو لے لیں۔ موجودہ عبرانی توراۃ اور یونانی ترجمہ کی توراۃ میں صرف چار اختلافات ہیں۔ پس جس طرح ابتدائی زمانہ میں سامری توراۃ نے یہ ثابت کر دیا تھا کہ موجودہ عبرانی کتب بجنسہ وہی ہیں جو اس کے

مصنفین نے تحریر کی تھیں۔ یونانی ترجمہ نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ موجودہ عبرانی کتب عہد عتیق بعینہٖ وہی ہیں جو خداوند مسیح سے پانچسو سال پہلے اہل یہود میں مروج تھیں۔ اور جو اختلافات موجود ہیں وہ کتابت اور دیگر وجوہ کے سبب سے ہیں۔ لیکن جہاں تک مطالب اور معانی کا تعلق ہے ان اختلافات کا وجود عدم موجودگی کے برابر ہے۔ پس کوئی محقق یہ نہیں کہہ سکتا کہ موجودہ عبرانی کتب مقدسہ حرف بحرف وہی ہیں۔ جو ڈھائی ہزار سال پہلے رائج تھیں۔ کیونکہ اختلافات موجود ہیں۔ لیکن ان اختلافات کی بنا پر کوئی محقق یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ ایسے اہم ہیں کہ ان سے کتب مقدسہ کے مطالب معانی میں فتور واقع ہو گیا ہے اور اب وہ اس لائق نہیں کہ ان پر اعتبار کیا جائے۔ یا ان کو مستند قرار دیا جائے۔

مہاتما گاندھی اور خداوند مسیح

جب عدم تعاون۔ اور کھدر اور چرخہ کی تعلیم زوروں پر تھی اہل ہند کے دل و دماغ پر مہاتما گاندھی کا تسلط تھا۔ ہزاروں اہل ہنود و اسلام آپ کے حکم کی تعمیل کو فرض اولیٰ سمجھتے اور ایک نقطہ کے اشارے پر ہندوستان میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک انقلاب۔ انگیز حرکت پیدا ہو جاتی تھی۔ اس لہر کا زور چند قومیت پرستی کے دلدادہ مسیحیوں کو بھی ساتھ ہی بہا لے گیا۔ چنانچہ بعضوں نے مسیحی اور غیر مسیحی اخبار میں عدم تعاون کی حمایت کی۔ بعض زود اعتقاد مسیحیوں نے سمجھ لیا کہ دنیا میں صرف مہاتما جی ہی مسیح کے اصلی پیرو ہیں۔ چند ایک نے تحاریر و تقاریر میں اس عقیدتمندی کا بھی اظہار کیا کہ ان مسیحیوں سے جو ترک موالات کے خلاف ہیں یا اس کے حامی نہیں مہاتما گاندھی بہتر مسیحی ہیں۔ اور عدم تعاون کے مخالف مسیحی دوزخی اور مہاتما جی جنتی ہیں اور انہوں نے اس کے ثبوت میں متی کے ۲۵ باب کی ۳۱ تا ۴۶ آیات کو پیش کیا۔ بعض تو یہاں تک عدم تعاونی اور قوم پرست بن گئے کہ علانیہ یہ کہنے کی جرأت کی کہ

مہاتما گاندھی عصر حاضرہ کا مسیح ہے

ہمیں معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ تاحال چند ایک قوم پرست تعلیم یافتہ اور با رسوخ مسیحیوں کا اعتقاد مہاتما جی کی نسبت اسی قسم کا ہے۔ لہٰذا ہمیں مسیح کی محبت نے مجبور کر دیا کہ حق کی گواہی دیں۔

نادان لوگ کہتے ہیں کہ غیر مسیحیوں سے ہمیں کسی قسم کا کوئی تعلق نہیں رکھنا چاہئے اور دوسری جانب وہ لوگ بھی سخت غلطی پر ہیں جو مسیح کو قربان کر کے غیر مسیحیوں سے دوستی و رشتہ گانٹھنے کی تجاویز میں ہیں۔ ہمیں دنیا میں ہی رہنے کی تعلیم و تلقین ملی ہے اور ہم ہندو فقیروں کی طرح دنیا اور اس کی تمام چیزوں کو برا نہیں جانتے۔ مجلسی اور معاشرتی امور میں ہمیں اہل دنیا سے ملکر رہنا ہے۔ لیکن تمام تعلقات اس شرط سے مشروط ہونے چاہئیں کہ ہماری دنیا کی کوئی بھی دوستی ایسی نہیں ہو سکتی کہ جس پر ہمیں اپنے ایمان کو ہی نثار کرنا پڑتا ہے۔ ہندوؤں۔ مسلمانوں اور دیگر ہمسایہ اقوام سے اس حد تک ہمارا تعلق ضرور ہو سکتا ہے جہاں تک کہ مسیح کی ذات مسیحیت اور کلیسیا کی زندگی کسی طرح کے خطرہ میں نہ پڑے۔ ہر مسیحی پہلے مسیح کا ہے اور بعد میں دنیا کا۔ اب ہم اس اصول کی روشنی میں دیکھینگے کہ ہم کہاں تک مہاتما جی سے ملاپ کر سکتے ہیں۔ یعنی مسیح کی موجودگی میں اس مسئلہ کو حل کریں۔ دنیا بھر کے مسیحیوں کا متفقہ ایمان خداوند مسیح کی تاریخی شخصیت پر ہے۔ کوئی عقیدہ۔ کوئی مسئلہ۔ کوئی رسم اور کوئی دوسرا انسان مسیحیوں کے سامنے اس قدر باوقعت و اہم نہیں ہے جو مسیح کا بدل ہو سکے۔ پس جو مسیح کو نہیں مانتا وہ مسیحی نہیں کہلا سکتا اور نہ ہی ہو سکتا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ

مہاتما گاندھی کی نظر میں مسیح

کی کیا وقعت ہے۔ اس کے لئے ہمیں آپ ہی سے دریافت کرنا چاہئے۔ ۲۸ جولائی ۱۹۲۵ء میں مہاتما جی کرسچین منسٹری کانفرنس منعقدہ کلکتہ میں مدعو کی گئی اور آپ نے کانفرنس کے سامنے جو تقریر کی وہ اس وقت ہمارے میز پر پڑی ہے۔ اس میں آپ صفائی سے فرماتے ہیں کہ۔

"مسیحیوں سے میری دوستی ۔ ۔ ۔ ۔ نام کے مسیحیوں سے نہیں مگر اصلی مسیحیوں سے ۔ ۔ ۔ ۱۸۸۹ء بلکہ ۱۸۸۹ء سے چلی آتی ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۱۹۰۵ء میں ڈاکٹر کالیچرن بینرجی سے میری ملاقات ہوئی اور میں نے دیکھا کہ میرے اور ان کے خیالات قریباً یکساں ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ میں آپ سے اس صورت نا امید ہی پھرا کہ وہ میرا آخری توقع تھا۔ انہوں نے ویدوں کی نسبت مجھ سے گفتگو کی۔ وہ عالم تھے۔ اور ہندو شاستروں سے واقف مگر میری تسلی نہ ہوئی ۔ ۔ ۔ ۔

میں آج مسیحیت کا معترف نہیں ہوں اور بکمال عاجزی یہاں آپ کو یہ بتانے کو حاضر ہوں کہ جیسا کہ میں نے دریافت کیا ہندو دھرم پوری طرح سے میری روح کا اطمینان کرتا اور میری جسم و جان کو پُر کرتا ہے۔ اور میں بھگوت گیتا اور اپنشد وں میں وہ طمانیت پاتا ہوں جو پہاڑی وعظ میں بھی مفقود ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ میں اسے جان سے عزیز نہیں رکھتا۔ نہ ہی یہ کہ پہاڑی وعظ کی چند قیمتی تعلیمات کا مجھ پر گہرا اثر نہیں ہے۔ لیکن مجھے اس امر کا بزور اقرار کرنا چاہئے کہ جب شکوک مجھ کو گھیرتے اور جب مایوسی میرے چہرے کو تاکنے لگتی اور اس عالم تنہائی میں مجھے روشنی کی کوئی بھی کرن دکھائی نہیں دیتی میں بھگوت گیتا کی جانب رجوع کرتا ہوں۔ اس میں ایک منتر یہاں اور دوسرا منتر وہاں پاتا ہوں تو غم کے علاوہ تفکرات کی کثرت کے درمیان یکایک میرا دل ہنسنے لگتا ہے۔ میری زندگی تو خارجی حوادث سے بھری پڑی ہے۔ اور اگر عموم و حوادث کا کوئی اثر اور داغ مجھ پر باقی نہیں تو صرف بھگوت گیتا کی تعلیمات کی طفیل ہے۔ یہ میں نے اس لئے صفائی سے ظاہر کیا ہے کہ میں کس مقام پر کھڑا ہوں تاکہ آپ مجھے بہتر سمجھ سکیں۔



میں اپنی تحقیقات میں ایک اور نتیجہ پر پہنچا۔ طالب علم ہوکر میں نے بائبل اور تمام بڑی بڑی تفاسیر کے جو میرے دوستوں نے مجھے دیں مطالعہ کو ترک نہ کیا۔ میں نے دل میں کہا کہ اگر دلیل ہی سے مجھے تسکین حاصل ہوتی ہے تو مجھے غیر مذاہب کی کتب مقدسہ کا مطالعہ کرنا چاہئے۔ میں نے قرآن کی ورق گردانی کی۔ میں نے ژند اوست سے جو کچھ سکا لیا اور یہودیت کو جہاں تک کہ وہ مسیحیت سے مختلف ہے سمجھنے کی کوشش کی اور میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ تمام مذاہب سچے ہیں لیکن ہر ایک غیر مکمل ہے۔ اور ان کا غیر مکمل ہونا لازم اور قدرتی ہے۔ کیونکہ ہم کند ذہنوں اور اکثر کند ذہن تر دلوں سے اس کی تفسیر کرتے اور زیادہ تر غلط طور پر بیان کرتے ہیں۔ ان تفاسیر کو دیکھنے سے مجھے بے حد افسوس لاحق ہوا کیونکہ ہر ایک تفسیر ایک ہی آیت کی مختلف تفسیر کرتی ہے۔ یہ بات مسیحی دین ہی کا خاصہ نہیں۔ ویدوں کا بھی یہی حال ہے۔ اور میں نے ژند اوستہ۔ ویدوں اور اپنشدوں کی تفاسیر کا مطالعہ کرکے بھی یہی پایا کہ ان سب میں پریشان کن اختلافات ہیں۔ تب میں نے کہا کہ یہ چیز میرے کام کی نہیں ہے۔ اگر میں اپنے دل اور عقل کی تسلی کے مطابق اس طریق پر خدا کی جستجو کرونگا تو ناکام رہونگا۔ لیکن مجھے خدا کی تلاش میں اُسکی ہی رہبری پر بھروسہ کرنا چاہئے۔۔۔۔الخ

(از مشنری ریویو آف دی ورلڈ بابت جنوری ۱۹۲۶ء صفحہ ۴۳-۳۵)

مندرجہ بالا اقتباس

مہاتما جی کی طویل تقریر سے ماخوذ ہے اور وہ حصہ جس میں مسیح اور مسیحیت کا ذکر تھا ہم نے لفظ بلفظ ناظرین کرام کے سامنے رکھ دیا ہے۔ تقریر کے خاتمہ پر مشنریوں ہندی استادوں۔ طالب علموں اور ہندی مسیحیوں نے آپ پر کئی سوالات کئے۔ ان میں سے ایک یہ سوال تھا کہ

نہ صرف تاریخی مسیح اور ملک یہودیہ کے مسیح بلکہ زندہ مسیح اور مردوں میں سے جی اٹھنے والے مسیح کی نسبت آپ کیا محسوس کرتے ہیں؟

مہاتما گاندھی نے جواب دیا کہ اگر میں اپنے نہایت ہی سنجیدہ دوست کو صحیح طور پر سمجھ سکتا ہوں تو وہ مجھ سے یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ آیا میں اپنے دل میں زندہ مسیح کی حضوری محسوس کرتا ہوں یا نہیں۔ اگر زندہ مسیح وہی ہے جو تاریخی مسیح ہے تو اقرار کرنا چاہئے کہ میں اس حضوری کو محسوس نہیں کرتا۔ اگر "مسیح" اور "خدا" مترادف المعنی اصطلاحیں ہیں اور خدا ایسی زندہ خدا نہ وہ کہ جو کہیں بادلوں میں یا کوہ ہمالیہ پر کہیں رہتا ہے بلکہ وہ خدا جو آپ میں سے ہر ایک کی نسبت میرے زیادہ قریب رہتا ہے۔ جو میرے ہاتھوں اور پاؤں سے بھی زیادہ میرے نزدیک ہے۔ اگر مسیح سے آپ کی یہی مراد ہے تو میں کہتا ہوں کہ مسیح اور بھگوت گیتا کا کرشن دونوں مجھ میں بستے ہیں۔ کیونکہ میرے نزدیک دونوں اصطلاحات متقابلہ یعنی ہم معنی اصطلاحی نام ہیں۔ میں اس وقت تاریخی کرشن کا نہیں لیکن ایک رشی کا جسکی نسبت گمان ہے کہ اس نے گیتا بخشی ذکر کرتا ہوں تاہم میری مراد خاص اس سے نہیں ہے جو گیتا دینے والا فرض کر لیا گیا ہے۔ میرا مفہوم تو تعریف اور بیان کی حدود اور وسعت سے باہر ہے۔ اب اگر آپ مجھے اجازت دیں کہ میں زندہ مسیح سے مراد وہ ناقابل بیان روح (خدا) لوں تو میں اس مسیح کو مانتا ہوں"

ڈاکٹر جارج ہولس صاحب

پریذیڈنٹ سیرامپور کالج۔ کلکتہ اور صدر اجلاس ہذا نے خاتمہ پر جوابی تقریر کرتے ہوئے کہا کہ میں ایک اور بات کا بھی ذکر کرنا ضروری خیال کرتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ مہاتما گاندھی نے مسیحی پیغام کے قلب کو نہیں سمجھا اور اس کے لئے ہم مجرم ہیں ہم نے بحیثیت مسیحی ہونے کے اہل ہند کو اس جیتی جاگتی صداقت کو واضح طور پر کھول کر نہیں سمجھایا جو ہمارے دلوں میں جاگزیں ہے یعنی

مسیحیت مسیح ہے

اور جہاں تک لوگ ہمارے مذہب کو دیکھ سکتے ہیں۔ وہ سوائے مسیح کے کچھ بھی نہیں ہے۔ وہ نہ عقیدہ ہے نہ وہ مسیحیت کی کوئی تفسیر ہے اور نہ وہ فلسفہ ہے۔ بلکہ وہ ایک زندہ اور قائم حقیقت ہے۔ جو ہمارے ساتھ جہاں کہیں ہم جائیں جاتی ہے۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ لوگوں کے درمیان ہم مسیح کی روح کے ساتھ رہیں اور لوگوں کی خدمت اُس طرح کریں جیسے وہ کرتا تھا ۔۔۔۔ ہماری مسیحیت کوئی عقیدہ ہی نہیں ہے۔ بلکہ وہ خدا کے اُس مجسم مظہر کے ایمان میں جسے مسیح نے ظاہر کیا زندگی بسر کرنا ہے۔

اب اگر ہمیں ہندوستان کو اور مہاتما جی کو کوئی پیغام پہنچانا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ یہ ہے کہ ہندوستان کو اور مہاتما جی کو یہ سمجھانے سے پیشتر کہ ہمارے مذہب کی حقیقت کیا ہے ضرور ہے کہ ہم پختہ مسیحی بن جائیں اور مزید براں جہاں کہیں میں نے ہندوستان سے واقفیت حاصل کی ہے اور گیتا کا فلسفہ خواہ اس میں کتنی ہی کشش ہو اور جیسا ایک ہندو دوست نے ایک دفعہ مجھ سے ذکر کیا گیتا میں بیان کردہ کرشن کی عظیم مگر دھندلی شخصیت ہند کے عوام کو کبھی فتح اور درجہ انسانیت پر سرفراز نہیں کرسکیگی۔ مشرقی فلسفہ اور نیز گیتا جمہور کی امید نہیں بندھا سکتا۔ خواہ مہاتما جی کی طرح کے تعلیمیافتہ اور فیلسوف ہندوؤں کے لئے اس میں کتنی ہی کشش ہو۔ میں یقین کرتا ہوں کہ مسیحی مکاشفہ یعنی مسیح میں خدا کی سچی شخصیت اور خدا کے الہی دل کے کمل مکاشفہ میں ایک پیغام ہے جو اکیلا ہند کے کروڑوں نفوس کو۔ اُن کو جنہیں ویدوں میں کچھ نہیں ملتا۔ نہ ہی کچھ گیتا میں اور نہ ہی کچھ ہندو فلسفہ میں ہی ملتا ہے زندگی اور انسانیت عطا کر سکتا ہے۔ لیکن ہم تجربہ سے جانتے ہیں کہ مسیح سے زندہ تعلق اور اس ہی کے لئے مخصوص ہو جانے سے اُن کو حیات ابدی حاصل ہوسکتی ہے (از ایضاً صفحہ ۳۴-۱۳۸)

اگلے نمبر میں ہم یہ بتائیں گے کہ اس گاندھی ازم کا اثر کہاں تک ہمارے تعلیمیافتہ مسیحیوں پر ہوا ہے اور وہ کس طرح کھلم کھلا اسکی اشاعت میں مشغول ہو کر نادانستہ ہند سے مسیحیت کے اخراج کے سامان پیدا کر رہے ہیں (خان)

مسٹر پال کرمباگم کی "دی سٹوری آف مائی کنورشن" کا اُردو ترجمہ

میرے مسیحی ہونے کی سرگذشت

ہم مسٹر کرم الہٰی کے شکر گذار ہیں جنہوں نے سرگذشت مافوق کا ترجمہ کرکے ہمارے پاس بھیجا۔ اس سے ناظرین نور افشاں کو ضرور فائدہ ہوگا اور آپ بھی ثواب کے مستحق ٹھہرینگے۔ اڈیٹر۔

خدای قادر مطلق کے رحم سے میں نے اپنی مسیحی زندگی میں سولہواں سال گذار لیا ہے۔ اُسکی بے حد رحمت کا شکر گذار ہوں جو کہ اُس نے مجھے اپنا فرزند بنا کر مجھ پر کی ہے جو خوشی میں اُس میں اُس کا فرزند ہوتے ہوئے حاصل کرتا ہوں الفاظ اس کے اظہار سے قاصر ہیں۔ میں نے مسیحیت کو بہت ہی خوشی سے ایک غیر متوقع طریقے سے پایا۔ جس طرح کہ ایک کسان ہل چلاتے وقت ایک پوشیدہ مدفون گنجینہ پائے۔ یہ خدا کا مجھ جیسے بے پروا اور بے راغب گنہگار کے واسطے تحفہ ہے۔ وہ دن جبکہ میں نے اس دین کو قبول کیا تھا میری زندگی میں ایک قابل یادداشت دن ہے۔ اور میری باقی ماندہ زندگی میں میرے واسطے نہایت عزیز ہوگا۔

(۱) ہندو مذہب میں میری زندگی

۱۸۸۶ء میں میں تنجور جنوبی ہند میں ایک معزز شیوا ویلالر خاندان میں پیدا ہوا۔ چونکہ میرا والد مسٹر ٹی۔ اے کے سندرا انیانار ایک بڑا دیندار شخص تھا۔ اس لئے میں نے پڑوکوٹا میں اپنے دھرم کی تمام رسوم کی تربیت پائی۔ میرا باپ وہ وہ مذہبی رسوم ادا کرتا تھا جو ہمارے دیگر رشتہ دار اور خویش واقارب بھی بجا نہیں لاتے تھے۔ میرا دادا تامل زبان کا ایک بڑا عالم اور شاعر تھا۔ گانے کا بہت مشتاق ہونے کے باعث میں نے تھیوارام اور تیرو واچاگم وغیرہ سیکھے اور بھجنائی بزرگ۔ میں پاک منکے اور پوتر راکھ لگا کر مندر میں پاک رسوم کو ادا کرنے میں ایک گونہ خوشی حاصل کیا کرتا تھا۔ میری جوانی شوچی۔ اس کی مندری اس کے بچوں اور بے شمار اوروں کی پوجا کرتے کرتے گذر گئی۔ اور دسمبر ۱۹۰۱ء میں میرا باپ فوت ہوگیا۔ اور میں ایک بڑے خاندان کا اکلوتا فرزند ہونے کے باعث لاڈلا سمجھا جاکر اپنے تمام رشتہ داروں کو عزیز تھا۔ اگرچہ میں طالب علم ہی تھا تو بھی وقتاً فوقتاً ونایگا اور سنگم دیوتاؤں کی پوجا کیا کرتا تھا۔ میں بہت دیوتاؤں کی گنگناتے ہوئے یوں پرستش کیا کرتا تھا کہ میں اگر اپنے امتحانات میں کامیاب ہوگیا تو ہزار ناریل کے کھوپے کا ایک نذرانہ پیش کرونگا۔ میں پاک راکھ کو ہمراہ لے جایا کرتا تھا اور سوالات کا پرچہ ملنے سے پیشتر اُسے اپنے پر لگایا کرتا تھا۔

(۲) میری مسیح کے نام سے نفرت

میرے باپ کی وفات کے عین بعد یعنی ۱۹۰۱ء میں میرا چچا مسٹر ٹی۔ کنتھر ویلو نا کنار اور اس کا خاندان مسیحی کلیسیا میں شامل ہوگئے اور اس لئے محمد بھتیجے کی نظر میں جو کہ مذہب کا پکا تھا حقارت اور نفرت کا باعث بن گئے۔ میں دل سے ان کا سخت ناخوش تھا بلکہ میری تربیت نہ صرف ایک پکا ہونے میں ہوئی تھی۔ مگر مسیحیت کا ایک زبردست مخالف ہونے میں تھی۔ میں اپنے چچا کو اُس کے چال چلن کے اعلیٰ پن اور خوبی کے باعث پیار کرتا تھا۔ درحالیکہ میں اُس کے ترک مذہب پر اس سے نفرت رکھتا تھا۔ اُس نے مجھے عہدنامے کی ایک جلد اس شرط پر دی کہ اگر میں نے ایک انجیل پڑھ لی تو اُس کے عوض میں مجھے ایک سو روپیہ انعام دیگا۔ میں نے بہت غصہ ہوکر جواب دیا کہ چچا جی میں ایسا کمینہ نہیں ہوں کہ جیسا آپ مجھے سمجھتے ہیں۔ میں نہ ہی آپ کے روپے کا خواہشمند ہوں اور نہ ہی آپ جیسے مرتدوں (ملیچھوں) کی کتاب کا مشتاق ہوں اُنہیں گوبر کے ڈھیر پر پھینک دیں۔" مسیح کا نام میرے لئے تلخ اور ناگوار تھا۔ میں مسیحیوں کا سخت دشمن تھا اور اوروں کے سامنے انہیں بہت ستاتا اور بدنام کیا کرتا تھا۔ میرا چچا جو میرے ساتھ کچھ محبت رکھتا اور غالباً میری بابت کچھ امید رکھتا تھا مجھے وقتاً فوقتاً ٹریکٹ اور پمفلٹ بھیجا کرتا تھا جن پر میں جماعت میں نوٹ لکھا کرتا تھا۔ میں نے اُن میں سے بعض کو پڑھا لیکن جب ہی کبھی یسوع مسیح کا نام آتا تو میں اُسے پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا تھا۔ بعض اوقات میں اپنے چچا سے مذہب کے بارے میں گفتگو کیا کرتا تھا۔ اگرچہ میں کئی دفعہ اُس کے دلائل کی صحت اور درستی کا قائل ہوجاتا لیکن میں نے اُس سچائی کی طرف رجوع نہ کیا جسکا کہ وہ ذکر کرتا تھا۔

اس سب کے باوجود میں اس کے مسیحی چال چلن سے بہت ہی خوش ہوا اور پڈوکوٹا کے اس ایک ہندوستانی مسیحی خاندان کے مذہبی جوش اور غیرت سے نہایت متاثر ہوا وہ طریق جس سے یہ لوگ اپنی خاندانی عبادت کیا کرتے تھے میرے لئے دنیا کے عجائبات میں سے ایک تھا۔ وہ اپنی آنکھیں بند کرکے گھٹنے ٹیکتے تھے اور کسی شخص سے بولتے تھے۔ اُنکی مانند عبادت کرنیکی خواہش سے میں نے بھی اپنے ہندو دیوتاؤں کو ٹکا سا اور بہت کچھ میں اُنہیں کی طرح ہی دعا کیا کرتا تھا۔

(۳) بتدریج انقلاب

بحث مباحثہ میں اپنے چچا کو زک پہنچانے کے ارادے سے میں نے مسیحی مذہب کے نقائص معلوم کرنے کے لئے نیا عہدنامہ پڑھنا شروع کیا۔ "پہاڑی وعظ" نے میری توجہ کو بہت قابو اور گرفت کیا۔ اور اُسکی خوبی نے مجھ پر اثر کرکے میرے دل میں اس پھل پیدا ہونے کی اُمنگ پیدا کردی۔ کیونکہ میں نے اپنے مذہب میں ایسی اعلیٰ اور خوب کوئی چیز نہ پائی میں اُسے اپنی ماں اور دیگر رشتہ داروں کے روبرو پڑھنے میں خاص خوشی اور دلچسپی رکھتا تھا اور چونکہ میں خود بھی ہندو کتب مقدسہ کو بڑا درجہ دینے کا خواہشمند نہیں تھا۔ اس لئے میں نے انہیں یہ پتہ نہ دیا کہ یہ مسیحی کتب مقدسہ کا حصہ ہے سچائی



کا ایک سرگرم متلاشی ہونے کی وجہ سے میں نے اس کتاب کو بار بار پڑھا اور اُس کے حقائق بالکل ٹھیک پائے۔ ریورنڈ مسٹر ڈی بکسل نے میری مشکلات کے حل کرنے میں میری استعانت فرمائی اور اس طرح سے ہندو دھرم پر میرا ایمان آہستہ آہستہ کافور ہوتا گیا۔ لیکن میں نے کسی سے بھی اس کا ذکر نہ کیا۔ ایک روز میں نے اپنے چچا سے کہا "میں ہندو دھرم پر اپنا ایمان کھو رہا ہوں لیکن میں مسیحی مذہب پر اپنا یقین نہیں رکھتا اور نہ ہی اس پر میرا ایمان ہے۔ اگرچہ میں اُسکی تعلیم کی تعریف کرتا ہوں۔ میں ایک ایسے جہاز کی مانند ہوں جو ایک بحر بیکراں کے بیچوں بیچ ہو اور اسے یہ علم نہ ہو کہ کس راہ پر جانا ہے۔ میں اس حالت میں پڑے رہنا پسند نہیں کرتا وہ جو خود پہلے کسی وقت ایسی ہی حالت میں رہا تھا مجھے یہ نصیحت کرنے لگا۔ کہ خدا سے دعا کرو جیسے کہ پہلے تم بغیر کسی نام لے کرتے رہے۔ یہ پرواہ نہ کرو کہ کرشن ہو یا یسوع اُسکو پکارو جس نے تمہیں اور اس کائنات کو پیدا کیا ہے اور اس سے اپنے پر حقیقت کے انکشاف کے لئے التجا کرو۔ میں بہت گڑگڑا ہٹ سے بہت ماہ تک یہ دعا کرتا رہا۔ یہ اب میرے خیال میں عجیب معلوم ہوتا ہے کہ میں ان دنوں اس قسم کی دعا کئے بغیر بستر پر نہیں جا سکتا تھا۔ ہاں میں اپنے مذہب کا مزید مطالعہ کرنے کی خواہش رکھتا تھا جتنا زیادہ میں مطالعہ کرتا تھا اتنا ہی زیادہ میں اُلجھن میں پڑتا تھا۔ میں اپنی روح کو آسودہ نہیں کر سکتا تھا جو کہ کسی بہتر اور اعلیٰ شے کے انتظار میں تھی میں مذہبی لیکچر کلاس کا رکن عظیم تھا۔ اور سنسکرت کلاس کا لیڈر تھا۔ میں ہمارا وہ کالج پڑوسیوں کا طالب علم تھا جہاں بائبل پڑھائی نہیں جاتی تھی۔ تمام کالج میں ایک بھی مسیحی نہیں تھا۔ میں اپنے کو خوار اور خستہ حال میں محسوس کیا۔ چونکہ میری روح کو کسی طرح سے بھی تسکین نہیں ہوتی تھی۔

(۴) میرا بلایا جانا

میں مسیحی گرجا گھر میں کبھی نہ گیا تھا۔ سنہ ۱۹۱۰ء میں میں لوتھرن مشن چرچ میں پہلی بار گیا اور دروازے پر کھڑا ہو گیا۔ اس سے کہ میں اندر داخل ہونے سے ڈرتا تھا۔ مبادا میں اپنے ہم جماعتوں اور رشتہ داروں کی نظروں میں آ جاؤں۔ چونکہ مجھے ڈر تھا مجھ سے اس کا مطالبہ کرینگے۔ میں نے باجے سے دل بہلایا اور سوچا کہ میں خوش ہونگا کہ اگر میں اندر داخل ہو کر عبادت میں شامل ہو جاؤں۔ اسی اثنا میں ریورنڈ ڈی بکسل ایک بلند پلیٹ فارم پر گئے اور یہ آیت بطور وعظ کے مضمون کے پڑھی "اے خداوند کے مبارک تو اندر آ کس لئے باہر کھڑا ہے؟ میں نے گھر اور اونٹوں کے لئے بھی ایک مکان تیار کیا ہے" (پیدایش ۲۴: ۳۱)

یہ الفاظ اور اس کے مطابق وعظ میرے پاس ایک الٰہی بلاہٹ کے آئے۔ میں صرف ایک تماشا جو باہر کھڑا تھا اور مسٹر بکسل یہ نہیں جانتے تھے کہ میں وہاں تھا۔ اس بات نے میرے دل پر پورا پورا انقلاب پیدا کیا۔ لیکن مجھے بظاہر ہندو ہی رہنا تھا۔ چونکہ مجھ میں اسوقت ایمان کا اقرار کرنے کی ہمت نہ تھی۔ ایک روز میں نے اپنی ماں کو اشارے کے طور پر کہا کہ میں عیسائیوں کے مذہب کی سچائی کا قائل ہوں اور ممکن ہے کہ عیسائی ہو جاؤں۔ غیظ و غضب اُس کا جواب تھا۔

اُنہی دنوں میں دُرگا پوجا کا تیوہار آیا۔ جبکہ ہندوؤں کی رسم کے بموجب مجھے بھی اس کیرتن (ادائیگی رسم) کے ختم ہونے کے بعد مٹی کے بت کے سامنے اوندھے منہ گر کر سجدہ کرنے کے لئے کہا گیا۔ میں نے ایسا کرنے سے انکار کیا۔ میری ماں اور میری بہنیں مجھ سے رنجیدہ ہو گئیں اور میں نے پریشانی کی حالت میں بلند آواز سے یہ کہتے ہوئے اپنے آپ کو بت کے آگے گرا دیا کہ "اے قادرِ مطلق خدا میں اس مٹی کے بنے ہوئے گنیش کی پرستش نہیں کر رہا ہوں۔ بلکہ میں تیرے آگے سجدہ کرتا ہوں" اس طرح سے گھر میں میرا چال چلن بہت تبدیل ہو گیا۔ اور یہ فرق اُن تمام پر ظاہر ہو گیا جو میرے زیادہ نزدیکی تھے۔ میں نے تمام شبہ و رسوم کی ادائیگی کو ترک کر دیا تھا۔ اور خفیہ طور پر مسیح کو ماننے والا تھا۔ میں باقاعدہ خدا سے دعا کرتا رہا۔ چونکہ میں اس کے بغیر اطمینان پا نہیں سکتا تھا۔ میں اپنی قمیض کی جیب میں انجیل ٹو اگر سکول لیجایا کرتا تھا اور شام کو سکول سے چھٹی ہونے کے بعد میں ایک کمرے کو بند کر کے اس میں زور سے اُسے پڑھا اور دعا کیا کرتا تھا۔ ایک دن میں قریب کے جنگل میں گیا اور دل بھر کر زور سے دعا کی۔ میری ماں کو اس کی اطلاع ہو گئی اور اس نے سب مسیحی کتب کو چھپا دیا اور بعد ازاں اگر میں مشن کمپونڈ (احاطہ) کی طرف گیا یا ان کی کتابیں پڑھیں تو مجھے زہر دینے کی دھمکی دی گئی۔ ریورنڈ ایچ پکینہم (سابق لشپ آف آسام در حال ورنشپس کالج کلکتہ) کو میرا علم ہو گیا اور وہ بہرودوئٹا میں تشریف لائے۔ جہاں میں اُن سے پہلی دفعہ ملا اُنہوں نے مجھے فوراً بپتسمہ لینے کے لئے کہا اور بپتسمہ کے واسطے مجھے مدراس بھیجنے کا انتظام کیا میں جیسے اُنہوں نے انتظام کیا ہوا تھا مدراس گیا لیکن میری غریب ماں نے میرا تعاقب کیا اور مجھے واپس لے گئی۔ گھر پہنچنے پر میری نگرانی کی گئی اور میں کچھ عرصہ تک اُن کے ہاتھوں ایک قیدی کی مانند تھا۔ میں ایک پاگل آدمی کی مانند تھا اور مسیحی ہونے کا بڑا مشتاق اور خواہشمند تھا۔

کرم آلہی

۱۵۰۰ غیر ہندوؤں کی شدھی

خبر ہے کہ اس ہفتہ میں کلکتہ کے ہندو مشن کی کوشش سے بے پور ہاٹ اور کھنجی پور کے قریباً ۱۵۰۰ غیر ہندوؤں کو سناتن ہندو دھرم میں شامل کیا گیا ہے۔

(ریفیوے ماترم)

نور افشاں کے لئے خریدار دیجئے۔

لاہور میں روٹری کلب کا قیام

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

جو اصحاب لاہور میں روٹری کلب قائم کرنے کے خواہشمند ہیں انہوں نے ۲۴ فروری کو فلیٹی ہوٹل میں جلسہ کیا اس جلسہ میں مسٹر مچل نے جو روٹری انٹرنیشنل کے خاص نمائندہ ہیں روٹری کے مقاصد بیان کئے اور ان فوائد کی تشریح کی جن سے روٹری کلب ممبر مستفید ہو سکتے ہیں۔ مسٹر ایڈمز نے کہا کہ کلکتہ کی روٹری کلب بہت مضبوط بنیادوں پر قائم ہو گئی ہے اور ان امور کی تفصیل بیان کی جن پر وہاں بحث کی جاتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہر ایک مفید اور کارآمد پیشہ قابل قدر ہے اور اتحاد کا بہترین ذریعہ یہ ہے کہ ہم زیادہ نزدیک ہو کر ایک دوسرے کے کام اور نقطۂ نظر کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ کرنل بیٹی نے کہا کہ روٹری انٹرنیشنل مصالحت اور یکجہتی کو بڑھانے کا مؤثر ذریعہ ہے۔ آپ نے کہا کہ یورپین سوسائٹی میں ذات کے امتیاز کو محو کر دینا چاہئے جس کا اثر دیگر ممالک میں تو زائل ہو چکا ہے۔ لیکن ہندوستان میں ہنوز یہ امتیاز قائم ہے۔ مسٹر یوسف علی نے لاہور میں روٹری کلب کے قیام کی تائید کی۔ جلسہ مذکور میں اعلان کیا گیا کہ ہز ایکسیلنسی جناب گورنر نے کلب کے پہلا آنریری ممبر بننا منظور فرمایا ہے۔ اس کے بعد جو اصحاب ممبر بننا چاہتے ہیں ان کے نام لکھے گئے جلسہ مذکور کی کامیابی۔ حاضری اور نیابتی حیثیت کی بنا پر کہا جا سکتا ہے کہ لاہور میں روٹری کلب بہت جلد اپنا کام کرنا شروع کر دیگا۔ بورڈ آف ڈائرکٹرز سکریٹری اور خزانچی مقرر کئے گئے۔ آئندہ اجلاس موسم خزاں تک ملتوی ہو گیا ہے۔ اس اثنا میں مختلف مقرروں اور مضامین زیر بحث کا پروگرام مکمل کیا جائیگا۔

مدراس میں دو ہزار عیسائیوں کی شدھی

مدراس ۲۳ فروری آج یہاں کے دو ہزار عیسائیوں کو شدھ کر کے ہندو بنایا گیا۔ (بندے ماترم)

عورتوں اور لڑکیوں کیلئے

ہینڈبل

خالہ عائشہ عائشہ اور ایک رنگ کے چنبیلی کے پودے کی کہانی صفحہ ۱۰ فی صد اور ۸ر فی ہزار

فالگیر اور گلے کا ہار عورتوں کے فالوں اور تعویذوں پر یقین کرنے کا بیان کہانی میں صفحہ ۸ر فی صد اور ایک روپیہ فی ہزار

پروانہ اور تتلی - ایک لڑکی کس طرح مفید ہو سکتی ہے صفحہ ۲ر فیصد اور ۸ر فی ہزار۔

ندی اور یسوع مسیح کی قربانی کا بیان لڑکیوں کے لئے صفحہ ۲ر فیصد اور ایک روپیہ فی ہزار

ٹریکٹ از مس گرنیفیلڈ صاحبہ

مائی بڑھاں کی دو دہین - رام دیئی اور پیارا لال کی کہانی - صفحہ ۸ - ۲ پائی فی عدد

بڑا کون ہے؟ چانن سنگھ کی کہانی کہ کون انسان بڑا ہے۔ صفحہ ۷ - ۱ پائی فی عدد

میرا قرض کون بھریگا - رام دئی اور دلیہ اسکا قصہ - صفحہ ۸ - ۱½ پائی فی عدد

کھوئی ہوئی مل گئی - ایک بہت عمدہ کہانی صفحہ ۱۶ - ۲ پائی فی عدد۔

میں کیونکر توبہ کروں - توبہ کے متعلق ایک نظم - صفحہ ۱۲ - ۳ پائی فی عدد۔

مہا کور کا ایمان - ایمان کا بیان کہانی کے طور پر صفحہ ۱۰ - ۱½ پائی فی عدد۔

اے۔ ایل۔ او۔ ای کی کہانیاں

مرغی اور اس کے بچے - ماں بیٹی اور مرغی کے بچوں کی کہانی صفحہ ۲۴ - ۱ پائی فی عدد۔

کیلے کھانے کا دستور - بنگال کے کیلے کھانے کا ایک نیا طریقہ صفحہ ۲۰ - ۱ پائی فی عدد

دنیا میں مسیحی مذہب کی ترقی - صفحہ ۱۲ - ۱ پائی

ایک شخص کے مسیحی ہونے کا حال صفحہ ۱۲ - ۱ پائی

سکریٹری پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی انارکلی لاہور

تین بیماریوں کی حکمی دوائیں

(۱) دمہ خشک ہو یا تر یا پرانا مجرب اور خبر طیبہ دوا ہے دو ہی خوراک کے کھانے سے چند گھنٹوں کے اندر سانس کی سا ری تکلیف دور ہو کر آدمی تندرست ہو جاتا ہے۔ قیمت عہ

(۲) ہر قسم کی کمزوری دور کرنے میں لاثانی اور مجرب دوا ہے خواہ کیسی ہی کمزوری ہو۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ (عہ)

(۳) اس کے استعمال سے روزانہ تیئہ۔ چوتھیہ بخار پہلے ہی رک جاتا ہے۔ ورنہ دوسرے دن ضرور ہی بفضل خدا رک جاتا ہے۔ قیمت فی شیشی ۱۲ر محصول ڈاک بذمہ خریدار۔

المشتہر

ڈاکٹر ای۔ این ادیبڈیا

خورجہ ضلع بلند شہر

متفرق مذہبی کتابیں

ہماری بائبل [illegible]

[illegible]

ملنے کا پتہ [illegible]

گیارہ سو غیر ہندوؤں کی شدھی

کلکتہ ۲۱ فروری - سکریٹری ہندو مشن لکھتے ہیں کہ ۲۱ فروری کو ختم ہونے والے ہفتہ میں مشن کے سیوکوں نے ۱۹۱ غیر ہندو خاندانوں کو شدھ کیا ہے جن کے لوگوں کی تعداد تقریباً گیارہ سو ہے شمال بنگال کھاسیہ کی پہاڑیوں اور مکھو کی پہاڑیوں میں اب تک زبردست پرچار کیا جا رہا ہے۔

(بندے ماترم)

پر لگاتے ہیں۔ پولوس رسول پہلے تمتھیس کے خط میں یوں ذکر کرتا ہے۔ کوئی تیری جوانی کی حقارت نہ کرنے پائے۔ بلکہ تو ایمانداروں کے لئے کلام کرنے اور چال چلن اور محبت و ایمان و پاکیزگی میں نمونہ بن۔ بپتسمہ کے وقت ہم کیا اقرار کرتے ہیں۔ گرجا میں جماعت کے سامنے کہ شیطان اور اُس کے سب کاموں کو اور جسم کی سب بُری خواہشوں کو ترک کرتا ہوں اور دنیا اور جسم پر فتح پا کر ان پر غالب آؤنگا۔ اور مرتے دم تک مسیح کا سچا سپاہی بنا رہونگا۔ پھر ایک بات اور نوجوانوں کو یاد رکھنی چاہئے۔ نہ صرف یاد ہی رکھنی چاہئے بلکہ غور کرنے اور سمجھنے کے قابل ہے یاد رکھو کہ جو جوان مسیح پر ایمان لاتا ہے اور اس کا نام جوان ہے تو یاد رکھئے کہ وہ جسمانی نہیں بلکہ روحانی ہے۔ بشرطیکہ خدا کی روح اُس میں بسے اور جس میں مسیح کی روح نہیں وہ اُس کا نہیں۔ رومیوں ۸: ۹۔ میرے بھائیو اگر ہم سے کوئی ایسا ہے کہ جس میں مسیح کی روح نہیں تو آؤ ہم سب ملکر اس کے لئے دعا کریں کہ وہ اس کو اپنی پاک رُوح عطا کرے اور ہمیشہ اس بات کو بھی یاد رکھنا چاہئے کہ دنیوی اور جسمانی خوشیاں روح کو ہلاک کرنے والی ہیں۔ جو شروع میں انسان کو بہت اچھی معلوم ہوتی ہیں۔ مگر خدا کے سامنے بعد میں اُسکو بالکل مکروہ بنا دیتی ہیں۔ اس سبب سے پہلا پطرس ۲: ۱۱ میں یوں ذکر کرتا ہے۔ اے پیارو میں تمہاری منت کرتا ہوں کہ تم اپنے آپ کو پردیسی اور مسافر جان کر ان جسمانی خواہشوں سے پرہیز کرو جو جان کا مقابلہ کرتی ہیں۔ علاوہ اس کے میرے دوستو یقین کر جاؤ کہ جو یسوع مسیح کے ہیں اُنہوں نے جسم کو اُسکی رغبتوں اور خواہشوں سمیت صلیب پر کھینچا ہے گلتیوں ۵: ۲۴۔

اب آخر میں اپنے مسیحی نوجوانوں کو خدا کا کلام سونپتا ہوں اور ساتھ اس کے یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارا خداوند یسوع مسیح اور ہمارا خدا باپ ہے جس نے ہم سے پیار کیا اور ہمیں اپنے فضل سے ہمیشہ کی تسلی اور نیک اُمید دی ہمارے دلوں کو دلاسا دیوے اور ہم کو ہر ایک تو اور فعل میں مضبوط کرے۔ اب سے ہمیشہ تک۔ آمین۔

آپ کا خادم۔ تفتانی۔ سالومن۔ کیمبلپور۔

پیشرو اور اُس کا بادشاہ

ناظرین قارئین اخبار آپ نے اکثر اوقات انجیل کو پڑھا ہوگا۔ وہاں ایک مناد کا ذکر مرقوم ہے۔ جو یہودیہ کے بیابان میں منادی کرتا تھا۔ اُس کی منادی یہ تھی کہ توبہ کرو کہ آسمان کی بادشاہت نزدیک آگئی ہے۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ یہ بیابان دریائے یردن کے مشرقی کنارہ پر واقع ہے جس میں یہ نوجوان مناد منادی کرتا تھا۔ آپ نے اس کے والدین کا ذکر سنا ہوگا کہ کس طرح اُنہوں نے مناجاتیں کر کے خدا سے مانگا۔ تاکہ اس بادشاہ کے آنے کی پیشروی کرے۔ شائد زکریا کے دعائیہ الفاظ آپ کو معلوم ہونگے جس وقت وہ اپنے کہانت کی باری میں دعا مانگ رہا تھا کہ اے خداوند اگر تو مجھے فرزند نرینہ بخش دے تو میں اُس کو تیری خدمت کے لئے دونگا جب یہ الفاظ اس کی زبان پر تھے تو خداوند نے بھی اپنا فرشتہ بھیجکر اسکو مطابق اُس کے وعدے کے یہ کہہ دیا کہ زکریا تیری دعا سنی گئی۔ تیری بیوی تیرے لئے ایک بیٹا جنیگی۔ اور ساتھ ہی اس کے اوصاف بھی اُس کو بتا دئے کہ وہ مے نہ پئیگا۔ اور اپنی ماں کے پیٹ میں سے ہی روح القدس سے بھر جائیگا۔ وہ خداوند اپنے خدا کے لئے ایک مستعد قوم تیار کریگا۔ چونکہ خدا کے وعدے سچے اور برحق ہیں۔ اس لئے یہ ہی جس کا نام یوحنا رکھا گیا تھا روح القدس سے معمور ہو کر یہودیہ کے بیابان میں دریائے یردن کے کنارے بیت عبرا کی بستی کے پاس اُس بادشاہ کی تمہات پیش کر رہا ہے۔ شائد آپ نے اس کا حلیہ بھی بغور پڑھا ہوگا۔ اُس کا رنگ گندمی تھا۔ بال کندھوں پر لٹکتے تھے۔ چہرہ [illegible] اُسکی آنکھیں الہام کے تیز نور سے روشن تھیں۔ وہ سیاہ اونٹ کے کپڑوں کا لباس پہنے ہوئے تھا۔ جو اس کے جسم پر لپٹا ہوا تھا۔ اُس کی آواز میں ایک قسم کا دبدبہ تھا۔ غرضیکہ اس کی کل صورت پر سنجیدگی آمیز تھی۔ جب اس کی منادی کا شہرہ تمام ملک میں پھیل گیا تو تمام یہودیہ بلکہ دمشق سے بھی لوگ اُس کے پاس آئے تاکہ توبہ کا بپتسمہ لیں۔ مائیں اپنے ننھے بچوں کو لیکر آتی ہونگی تاکہ وہ اُنہیں برکت دے۔ گنہگاروں نے بھی محبت اور توبہ کے آنسو بہائے ہونگے اور تعظیم کے ساتھ اس کے قدموں کے آگے گھٹنے ٹیکے ہونگے۔ جب ہول اور سردار دیسی بھی جو اُس بادشاہ کی آمد کے منتظر تھے ایسا چرچا سنا تو اُس کے پاس آکر دیکھا کہ بہت سے لوگوں کی بھیڑ بمعہ بچوں عورتوں کے اُس کے پاس جمع تھی تو سخت گرگرائے جب اُس دشتی نبی نے ... ان کی گڑگڑاہٹ سنی تو اُن سے کہا کہ اے سانپ کے بچو کس نے تمہیں بتایا کہ آنیوالے غضب سے بھاگو جس وقت وہ یہ الفاظ بول رہا تھا اُس کے چہرہ کی پیشانی ایک آفتابی شعاع کی مانند جو آنار کے درخت کی شاخوں سے نکل رہی ہو درخشاں ہوگی۔ جب اُنہوں نے اپنی ہتک آمیز الفاظ سنے ہونگے تو لوگوں کو یوں کہنا شروع کر دیا ہوگا کہ اے لوگو۔ بزرگوں کے ایمان کو تھامے رہو۔ بدگمانی سے اپنے مجموں کو مفسد تصور کرو اور اس دشتی مناد کے بہکانے میں نہ آؤ۔ کیونکہ اُس کی منادی سراپا غلط ہے مسیح کی سلطنت توبہ اور فروتنی کی سلطنت نہیں بلکہ فیروزمندی۔ اقبال اور جلال کی ہے۔ فروتنی اور ذلت جو یردن کا نبی اس سے منسوب کرتا اس سے کچھ علاقہ نہیں رکھتی۔ ہاں یہ لکھا ہوا ہے کہ مسیح دو ہونگے۔ ایک فروتن اور مصیبت زدہ وہ غیر قوموں کے لئے آویگا تاکہ اُن کے ... گناہوں کے واسطے کفارہ ہو۔ مگر جو ہمارا مسیح ہے جب وہ آویگا اُسکی آمد شاہانہ جلال اور تجلی درخشاں کی ہوگی۔ وہ یروشلم کو تمام زمین کا دارالخلافہ ... بناویگا۔ زمین کے بادشاہ اُس کے قدموں کو چومینگے۔ خبر نہیں کہ یہ نبی کس بادشاہ کی خبر دیتا ہے۔ لیکن اس پیشرو نے آواز بلند کہا کہ اے فقیہو اور سردار کاہنوں میں ہی نہیں بلکہ یسعیاہ۔ عزرا۔ میکاہ۔ یرمیاہ۔ دانی ایل وغیرہ بھی اس بادشاہت کی خبریں دیتے ہیں۔ سن لیجئے۔ یسعیاہ اس کی بابت کہتا ہے۔ کہ ہماری خبر پر کون

اعتقاد لایا۔ پھر وہ کہتا ہے ہمارے لئے ایک لڑکا تولد ہوگا۔ ہم کو ایک بیٹا بخشا گیا۔ سلطنت اُس کے کاندھے پر ہوگی۔ اُسکی سلطنت کے اقبال اور سلامتی کی کچھ انتہا نہ ہوگی۔ وہ داؤد کے تخت پر اور اُسکی مملکت پر آج سے لیکر ابد تک بادشاہت کریگا۔

یرمیاہ کہتا ہے۔ خداوند کہتا ہے کہ میں داؤد کے لئے صداقت کی ایک شاخ نکالونگا۔ اور ایک بادشاہ بادشاہی کریگا۔ غرضیکہ یہ تمام تمہارے لئے ہیں.... اس بادشاہ کے لئے میں جسکی خبر میں تم کو دیتا ہوں۔ جب انہوں نے ان چمڑے کے اوراقوں کو بغور پڑھا ہوگا جن پر یہ آیات لکھی ہوئی تھیں تب انہوں نے متفق الرائے ہوکر کہا ہوگا کہ واقعی یہ کسی دنیا کے اقبالمند شاہنشاہ کی تاریخ نہیں بلکہ فروتنی۔ رسوائی اور تحقیر کا سوانح ہے۔ کاش ہم سب بھی جنہوں نے آج کے دن اس دشتی نبی کی منادی سنی ہے اپنے گناہوں کی معافی کے لئے بپتسمہ لیں۔ اور آئندہ کو اس فرزند شاہنشاہ کا نہیں بلکہ ابن اللہ مسیح کا انتظار کریں۔

احقر۔ اللہ دتا۔ گھٹیالوی

یونگ کرسچن ہائی سکول لودھیانہ

یہ یونگ مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے عرصے سے جاری ہے۔ جس نے ابتدائی تعلیم کو اعلیٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے حصہ لوئر پرائمری کا تین جماعتیں ایک امریکن خاتون کی زیر نگرانی کردی ہیں اور چار خواتین اُسکی مدد کرتی ہیں۔ اس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم کا انتظام بخوبی ہوگیا ہے۔ غرضیکہ نچلی کلاس لوئر پرائمری سے ہائی سکول تک سات سو پیرا ہوا ہے۔ کلاس فیس ہر کلاس کی تجھ ہے متفرق اخراجات بہت ہیں (؟) ناقابل برداشت ہے۔ کتابوں کی قیمت اور سٹیشنری اس کے علاوہ ہے۔ ہر جب سے انتظام چالیس فیصدی غیر مسیحی طالبعلم داخل ہوسکتے ہیں۔

اس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز۔ کرسی۔ الماری وغیرہ بھی تیار ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں جز خرچ ۱عہ سے ۱لعہ تک کروکولی عہ سے دعہ تک۔ مزید حالات پرنسپل صاحب سکول ہذا سے دریافت ہوسکتے ہیں +

انجمن تبلیغ مسیحیت قصور پر سرسری نظر

مجھے کل میں نظر آئی وہ صورت جانفزا کس کی
دکھائی چشم آہونے وہ چشم دلربا کس کی
یہ کس محبوب کی آواز میرے کان میں آئی
ہمہ تن گوش ہو کر سن رہا ہوں یہ صدا کس کی

بشارتی اجلاس

رویداد انجمن تبلیغ مسیحیت قصور کے دو نمبر عالیجناب فیض انتساب ڈاکٹر مولوی حشمت اللہ مبلغ مسیحیت حال وارد قصور کے تحریر کردہ پڑھے۔ دل کو بے حد فرحت حاصل ہوئی اور خصوصاً انجمن ہذا کے اس عجیب و برجستہ نام سے ابھی ہم اسے۔ بی مشن ٹریننگ سکول موگا میں حصولِ تعلیم میں مصروف ہی تھے کہ جناب پادری ایف بی لوٹن صاحب مشنری انچارج علاقہ قصور و مس ہیٹلینڈ صاحبہ مبلغہ مسیحیت قصور شہر و پادری پی۔ ٹوی پال صاحب پاسٹر علاقہ ہذا کی کوششوں اور علاقہ ہذا کے ہر کا خصوصاً مقیمی باشندگان کی زبردست دعاؤں و اتحادوں سے اس انجمن کا آغاز ہوا اور اس کیلئے چندہ کی فراہمی کی فکر دامنگیر ہوئی جب معقول چندہ فراہم ہوگیا تو ایک مناد کی ضرورت محسوس ہوئی جس پر جناب پادری پال کیول سنگھ امرسد عو صاحب مرحوم ممتاز کئے گئے اور انجمن ہذا کے مقاصد کے مطابق کام کرنا شروع کیا جب منادی کا کام خوب چل نکلا تو غیر مسیحیوں کی خاطر ایک لائبریری کا انتظام کیا گیا جس نے باعث مرحوم کی خوب مدد ہوتی رہی اور جب ان ہر دو تجاویز پر بھی نتیجہ کار انجمن ہذا کا شوقِ بشارت پورا ہوتا نظر آیا تو جناب پادری عبدالحق صاحب مسیحی مناظر کو دعوت دی گئی تاکہ وہ بشارتی کام میں انجمن ہذا کی مدد کریں۔ چنانچہ آپ آئے اور منادی کرکے چلے گئے۔ لیکن مرزائی اصحاب و اہلحدیث صاحبان کے دلوں کو پھر بھی پوری سیری نہ ہوئی۔ جسکی خاطر پادری صاحب کو دوبارہ آنا پڑا۔ الغرض آپ آئے اور شدت کی طپش میں آئے اور جناب مولوی اللہ دتا اور مولوی ثناء اللہ صاحب سے خوب بحث مباحثہ ہوا۔ اس کے بعد چونکہ پادری امرسد عو صاحب اپنے آسمانی وطن کو سدھار چکے تھے۔ لہٰذا اس کام پر یہاں کے ایک انجیلی مبشر بابو جلال الدین صاحب کو مقرر کیا گیا۔ اور پادری پی۔ ٹوی پال صاحب پاسٹر کلیسیا کو آپ کی دیکھ بھال و مدد کے لئے کہا گیا لیکن کم چیزیں اور دو دو ملتی مشکل تھیں کیونکہ جناب پاسٹر صاحب کے پاس کام زیادہ تھا اور بابو صاحب بوجہ زبان عربی۔ فارسی اور علوم مناظرہ سے ناواقف ہونے کے اس کام کو بطریق احسن انجام تک نہ پہنچا سکتے تھے۔ لہٰذا انجمن کو پھر ضرورت محسوس ہوئی کہ کوئی ایسا مناد تلاش کیا جائے جو شہر قصور کے مسلمان دنیہ دیہاتیوں میں بخوبی کام کرسکے۔ اس واسطے جناب ڈاکٹر مولوی حشمت اللہ مسیحی مبلغ کی خدمت میں تحریر کیا گیا۔ جس کو جناب مولوی صاحب نے بخوشی منظور فرماکر قصور کے شہری مسیحیوں کی دعاؤں اور ۱۰ اپریل ۱۹۲۶ء سے اس پاکیزہ خدمت میں مصروف ہوگئے۔ جن کے کام کی نسبت مضمون مناظرہ قصور۔ رویداد بشارتی اجلاس انجمن تبلیغ مسیحیت قصور میں قدرے تحریر ہوچکا ہے آخر میں ہم ناظرین اخبار ہذا سے گذارش کرتے ہیں کہ وہ خداوند کریم عزوجل شانہٗ سے اپنے ان محنتی کارندوں کے لئے دعا کریں تاکہ یہ اور زیادہ طاقتور ہوکر اس خدمت کو کریں اور مشورہ دیتے ہیں کہ اگر دیگر کلیسیائیں بھی ایسی انجمنیں بناکر بشارت کے کام کو شروع کریں تو ہندوستان کے غیر مسیحیوں میں انجیل کی خدمت بطریق احسن ہوسکتی ہے۔ نسخہ مشورہ ہذا کا ذیل کے شعر میں درج ہے ؎

دعا اور آنسوؤں میں کیا عجب تاثیر ہوتی ہے
نہیں جادوگری یہ کیمیائے آسمانی ہے

عاجز قصوری

ضرورت ہے

عیسائی اور مسلمان بوٹ سازوں کی ضرورت ہے۔ اچھا کام کرنے والوں کو اچھی تنخواہ دیجائیگی۔ کام دیکھکر تنخواہ کا فیصلہ ہوگا۔ پتہ ذیل پر خط وکتابت کیجئے یا خود ملیے۔

المشتہر شیخ نور محمد صاحب مالک کارخانہ ہیرو کمپنی۔ انبالہ۔

پادری ڈبلیو۔ جے کلارک صاحب ایم۔ اے مینجر نور افشاں ایبٹ روڈ لاہور کے لئے پنجابی پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوان چند صاحب پرنٹر چھپا۔